اسلام اور جدید مسائل

مروجہ خلع پر ایک تحقیقی نظر

ڈاکٹر مولانا عبدالمالک

لیکچرر اسلامیات گورنمنٹ کالج پشاور

خلع:

خلع عربی زبان کا لفظ ہے اور ''خَلَع'' سے نکلا ہے جس کے معنی اتارنے کے آتے ہیں۔ خلع باب فتح سے بھی اتارنے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً خلع کتفہ عضو کو اپنی جگہ سے ہٹانا۔ خلع القائد، قائد کو معزول کر دینا۔ خلع امراتہ مال کے عوض طلاق دینا۔

اِختَلَعَ الشیئ:

کسی شے کو نکال دینا، کھینچ لینا، اختلعت المرأۃ من زوجھا. عورت کا اپنے خاوند کو مال دے کر طلاق لے لینا۔ اسی سے اسم ''الخلع'' ہے۔ (المنجد)

الخلع بالفتح النزع یقال خلع توبہ عن بدنہ ای نزع وخالعت زوجھا اذا افتدت منہ بما لھا والا سم الخلع بالضم . (ھدایہ)

خلع کی اصطلاحی تعریف:

''الزالۃ ملک النکاح ببدل بلفظ الخلع'' خلع کے لفظ کے ذریعے معاوضہ لے کر ملکِ نکاح کو زائل کرنا خلع کہلاتا ہے۔ (فتح القدیر)

ھدایہ کے حاشیہ میں خلع کی اصطلاحی تعریف یوں لکھا ہوا ہے۔ اخذ مال المرأۃ بازاء ملک النکاح بلفظ الخلع . (ھدایہ)

خلع کی اصطلاحی تعریف کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو کسی وجہ سے اتنا ناپسند کرتی ہو کہ اس کے ساتھ کسی صورت پر نبھاؤ ممکن نہ رہا ہو تو اس کا بہترین طریقہ تو یہی ہے کہ وہ شوہر کو راضی کر کے طلاق دینے پر آمادہ کرے۔ ایسی صورت میں شوہر کو بھی چاہیے کہ شرافت کے ساتھ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے تا کہ عدت گزارنے کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کر سکے۔

لیکن اگر شوہر اس بات پر راضی نہ ہو تو عورت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ شوہر کو کچھ مالی معاوضہ پیش کر کے آزاد کرنے پر آمادہ کر سکتی ہے عموماً اس غرض کے لئے عورت مہر معاف کر دیتی ہے اور شوہر اسے قبول کر کے عورت کو آزاد کر دیتا ہے اس کام کے لئے اسلامی شریعت میں جو خاص طریقہ کار مقرر ہے اسے فقہ کی اصطلاح میں ''خلع'' کہا جاتا ہے۔

خلع میں معاوضہ کا بیان:

خلع میں دوسرے شرعی معاملات کی طرح ایجاب وقبول کے ذریعے انجام پاتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خلع میں معاوضہ ہوتا ہے اگر زیادتی شوہر کی طرف سے ہوتو تقریباً تمام فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شوہر کے لئے معاوضہ لینا جائز نہیں اسے چاہیے کہ وہ بغیر معاوضہ کے بیوی کو طلاق دے دیں۔(ھدایہ)

ایسی صورت میں اگر معاوضہ لے گا تو گناہ گار ہوگا اس بارے میں قرآن مجید کا واضح ارشاد ہے کہ "وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدھن قنطار افلا تأخذ وامنه شیئا اتا خذونه بهتانا واثما مبینا" ۔''اور اگر تمہارا ارادہ ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنے کا ہو اور ان میں سے ایک کو کچھ مال تم نے دیا ہو تو اس مال میں سے کچھ نہ لو۔کیا تم اس کو بہتان اور کھلے گناہ کے طور پر واپس لوگے؟(سورۃ النساء آیت نمبر۲۰)

ہاں اگر زیادتی عورت ہی کی طرف سے ہو اور وہی رشتۂ ازدواجیت کو زائل کرنا چاہتی ہے اس صورت میں شوہر کے لئے معاوضہ لینا جائز ہے لیکن بہتر صورت یہ ہے کہ یہ معاوضہ مقدار مہر سے زائد نہ ہو۔اگر باہمی رضامندی کے ساتھ مہر سے زیادہ مقدار معاوضہ مقرر کر لی گئی تو بھی خلع صحیح ہوگا۔اور عورت پر لازم ہوگا کہ مقررہ مقدار کا معاوضہ ادا کرے۔(بدائع الصنائع)

قرآن مجید کی یہ آیت بھی اس بات کو واضح کرتی ہے " ولا یحل لکم ان تا خذو امما اتیتموھن شیئاً الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جنا ح علیھما فیما افتدت به " (سورۃ البقرة)

اور جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ہاں اگر بیوی اور شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کے حدوں کو قائم نہ رکھ سکیں تو اگر عورت خاوند کے ہاتھ سے رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔
(ترجمہ: مولانا فتح محمد جالندھریؒ)

خلع کے معاملے کو میاں بیوی باہمی رضامندی کے ساتھ خود کر سکتے ہیں اور ائمہ اربعہ بھی اسی کے قائل ہیں۔اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک خلع کے معاملے میں عدالت کی طرف رجوع کریں گے خود کرنے کے مجاز نہیں۔(المبسوط للسرخسی)

خلع کی حیثیت طلاق ہے یا فسخ:

خلع کے معاملے میں فقہاء مجتہدین کا اختلاف ہے کہ خلع طلاق ہے یا فسخ؟ حضرت عمرؓ،حضرت علیؓ،حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،حضرت سعید بن مسیبؒ،حضرت حسن بصریؒ،قاضی شریحؒ،ابراہیم نخعیؒ،امام مالکؒ،امام ابوحنیفہؒ،سفیان ثوریؒ،امام اوزاعیؒ اور ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ خلع طلاق ہے۔

لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ،حضرت عثمانؓ،امام احمد بن حنبلؒ،اسحق راہویہؒ،ابوثورؒ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے لہٰذا اس پر طلاق کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور امام شافعیؒ کا ایک قدیم قول بھی یہی تھا۔(ھدایہ)

اس اختلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ دین اسلام نے شوہر کو بیوی کے سلسلے میں تین طلاقوں کا اختیار دیا ہے۔اگر شوہر بیک وقت تینوں طلاقوں

کو دینے کا گناہ کرے تو پھر نہ بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور نہ حلالہ کے بغیر نکاح کرسکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صرف ایک طلاق دے اسے دوبارہ رشتہ نکاح قائم کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ اب اگر وہ اس اختیار کو استعمال کرکے دوبارہ بیوی کو نکاح میں رکھ سکتا ہے تو اس شخص کو اب صرف دوطلاقوں کا اختیار رہے گا۔ کیونکہ ایک طلاق وہ دے چکا ہے اگر وہ دوطلاقیں اور دے تو بیوی کو بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔ اب جو حضرات ''خلع'' کو طلاق قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خلع سے ایک طلاق واقع ہوگی۔ تو یہ طلاق شمار ہوگی۔ لہٰذا اگر وہ اس کی رضامندی سے اسے دوبارہ نکاح میں لے آئے تو اسے اب صرف دوطلاقوں کا اختیار ہوگا۔ یعنی اب اگر وہ دوطلاقیں بھی دے دے گا تو طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ جس کے بعد دوبارہ نکاح حلالہ کے بغیر ممکن نہیں۔

لیکن جو حضرات خلع کو فسخ نکاح قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک اگر خلع کے بعد میاں بیوی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرلیں تو شوہر کو بدستور تین طلاق دینے کا اختیار رہتا ہے۔ اور صرف دوطلاقوں سے بیوی مغلظہ نہیں ہوگی کیونکہ خلع کو انہوں نے طلاق شمار نہیں کی ہے۔ (مبسوط السرخسی)

لیکن یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ خلع سے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ کنایات میں سے ہے اور کنایات سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ (ھدایہ)

معاوضہ دے کر طلاق حاصل کرنے کے لئے خلع کے علاوہ ''مبارات''، ''صلح''، ''فدیہ'' اور طلاق علی المال کے الفاظ بھی مستعمل ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان صرف لفظی فرق ہے یہ تمام ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن بعض مالکی فقہاء نے ان الفاظ میں فرق بیان کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔ اگر عورت تمام مہر کے بدلے میں طلاق حاصل کرلے تو اسے خلع کہیں گے اور اگر مہر کا کچھ حصہ معاوضہ قرار پائے تو اسے فدیہ کہیں گے اور اگر مہر سے زائد مقدار معاوضہ قرار پائے تو اسے صلح کہیں گے اور اگر طلاق کے بدلے میں عورت اپنا کوئی اور حق ساقط کرے تو اسے مبارات کہا جائیگا۔ (فتح الباری)۔

اور یہ بات یاد رہے کہ خلع میں میاں بیوی کے باہمی رضامندی ضروری ہے چاہے عدالت میں خلع کریں یا غیر عدالت میں خلع کریں۔

خلع کے لئے کیا چیز معاوضہ بن سکتی ہے؟

جو چیز شرعاً مہر ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے اور بطور مہر ادا کیجاتی ہے وہی چیز للہ معاوضہ خلع ہونے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے اور اگر معاوضہ خلع کی نوعیت بیان نہیں کی اس کو مجہول رکھا مثلاً یہ کہہ دیا بیوی نے کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اس کے عوض مجھ سے خلع کیجئے اس صورت میں خلع صحیح نہیں ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر صورت میں خلع کے معاوضہ کی تعین اور نوعیت بیان کرنا ضروری ہے۔ (ھدایہ)

یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے لیکن امام مالکؒ کے نزدیک مجہول اور معدوم چیز بھی معاوضہ خلع قرار پاسکتی ہے۔ (بدایۃ المجتہد)

اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک خلع کا معاوضہ بیع کے معاوضہ کے مشابہ ہے لہٰذا جو شرائط بیع اور عوض بیع کے سلسلے میں ہوتے ہیں ان شرائط کا لحاظ خلع کے معاوضہ میں بھی کیا جائے گا۔

لیکن امام مالکؒ کے نزدیک معاوضہ خلع کی حیثیت شئ موہوبہ یا موصی بہا کی سی ہے اس کا موجود ہونا شرط نہیں۔
(مجموعہ قوانین اسلام)

شوہر اپنی بیوی کو حرام چیز پر خلع دے تو عورت پر معاوضہ واجب ہوگا یا نہیں:

مسئلہ یہ ہے اگر شوہر اپنی بیوی کو حرام چیز کے عوض خلع دے اس صورت میں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔اور امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ کے نزدیک عورت سے مہر مثل دلایا جائیگا۔(ھدایہ)

اور اگر شوہر حرام چیز کے عوض اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس صورت میں عورت کے ذمے میں معاوضہ واجب نہیں ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ پہلی صورت میں لفظ خلع طلاق بالکنایہ کے سبب سے طلاق بائن کے حکم میں ہوگا جبکہ دوسری صورت میں طلاق کا لفظ صریح ہے اس لئے طلاق رجعی واقع ہوگا۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ اگر "خلع" کا عوض کسی وجہ سے باطل ہو جائے تو خلع باطل نہیں ہوگا بلکہ طلاق بائن ہو جائے گی۔ لیکن اگر طلاق بالمال ہو اور کسی وجہ سے معاوضہ طلاق باطل ہو جائے گا۔ تو طلاق رجعی واقع ہوگی اور ایسی صورت میں مرد کو دوران عدت رجوع کا حق حاصل ہوگا۔ اسی طرح فاسد شرطیں لگانے سے بھی خلع باطل نہیں ہوتا۔(ھدایہ)

خلع کے جواز کے بارے میں آراء:

خلع کے جواز کے سلسلے میں مختلف اقوال ہیں ان میں سے کچھ اقوال ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) خلع اصلاً جائز نہیں۔

(۲) خلع ہر حال میں جائز ہے خواہ ضرر کے ساتھ ہو۔

(۳) خلع جائز نہیں الا یہ کہ مرد عورت کو زنا کار پائے۔

(۴) خلع جائز نہیں مگر یہ خوف دامن گیر ہو کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں۔

(۵) خلع ہر حال میں جائز ہے مگر اس صورت میں جب کہ خلع سے ضرر ہو۔(مجموعہ قوانین اسلام)

خلع کے جواز کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔ "**فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ**" یعنی اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں (میاں بیوی) اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے تو دونوں پر کچھ نہیں گناہ۔ اس میں کہ عورت بدلہ دے کر رہائی حاصل کرے۔(سورۃ البقرہ)

آیۂ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں ایسی نفرت ہو کہ باہمی الفت ومحبت کے ساتھ زندگی گزارنا ان کے لئے مشکل ہو اس صورت میں عورت مرد کو معاوضہ دے کر خلع حاصل کر سکتی ہے اور مرد کے لئے بھی اس صورت میں معاوضہ لینا جائز ہے۔ جب کہ کسی طرح دونوں میں موافقت ممکن نہ ہو۔ اس بات کا اندیشہ ہو کہ زوجین باہمی مخالفت کے سبب احکام خداوندی کی پابندی نہ کر سکیں گیں لیکن اگر شوہر کی طرف سے بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں قصور پایا جائے تو اس صورت میں مرد کے لئے معاوضہ لینا جائز نہیں جس کو

مختصر القدوری ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔وان کان النشوز من قبله یکره له ان یاخز منها عوضاً . وان کان النشوز من قبلها کره که ان یاخذ منها اکثر مما اعطاها. (المختصر القدوری) سورۃ بقرہ کی آیت سے ایسی حالت میں خلع کا جواز ثابت ہے جب میاں بیوی میں اختلاف پائی جائے۔ چنانچہ داود ظاہری کے نزدیک خلع صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب میاں بیوی دونوں کو یہ خطرہ ہو کہ وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔

ابن رشد لکھتے ہیں کہ خلع کا فلسفہ یہ ہے کہ خلع عورت کے اختیار میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ طلاق مرد کے اختیار میں ہے چنانچہ جب عورت کو مرد کی طرف سے نا قابل تلافی تکلیف ہو تو عورت اپنے اختیار کو استعمال کر کے مرد سے خلع حاصل کر سکتی ہے اور جب مرد کو عورت کی طرف سے تکلیف ہو تو شارع نے اسے طلاق کا حق دیا ہے۔(بدایۃ المجتہد)

اسی طرح خلع کے جواز کے سلسلے میں ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی کے خلع کا واقعہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ امام بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں ثابت بن قیس کے نیک برتاؤ اور خوبی دین میں کچھ عیب نہیں لگاتی لیکن حالت اسلام میں کفر (ناشکری) کو برا جانتی ہوں'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس کا باغ واپس کرو گی؟ اس نے کہا ہاں، آنحضرت ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا ''باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دے دو'' یہ اس حدیث کا مفہوم ہے اور حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

حدثنا ازهر بن جميل قال حدثنا عبدالوهاب الثقفى قال حدثنا خلد عن عكرمة عن ابن عباس ان امراة ثابت بن قيس اتت النبى ﷺ فقالت يا رسول الله ﷺ ثابت بن قيس ماعتب عليه فى خلق ولا دين ولكنى اكره الكفر فى اسلام فقال رسول الله ﷺ اتر دين عليه حديقة قالت نعم قال رسول الله ﷺ اقبل الحديقة وطلقها تطليقة. (بخارى شريف ج . ٢)

بہر حال ثابت بن قیس کی بیوی اس کے نکاح میں رہنے کے لئے آمادہ نہ تھی اور حضور ﷺ کو اس امر کا اطمینان ہو گیا تھا کہ عورت اپنے شوہر سے اس قدر متنفر اور بے زار ہے کہ اگر ان میں خلع نہ کیا جائے تو وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو حضور ﷺ نے ان کے درمیان خلع کرا دی اور یہ اسلام میں سب سے پہلا خلع تھا۔اور بعض مفسرین کا کہنا بھی یہی ہے کہ سورۃ بقرۃ کی آیت " **فان خفتم الا يقيما حدود الله** " اس سلسلے میں نازل ہوئی۔

اگر کوئی معقول عذر یا مجبوری نہ ہو اس صورت میں خلع حاصل کرنے کے بارے میں سخت وعید ترمذی شریف میں بیان ہوئی ہے ارشاد نبوی ہے۔ **عن رسول ﷺ قال ايما امراة سالت زوجها طلاقا من غير باس فحرام عليها رائحة الجنة /لم ترح رائحة الجنة.** (ترمذی شریف ج۔۱) یعنی جو عورت کسی معقول عذر کے علاوہ شوہر سے طلاق حاصل کرنا چاہے تو اس عورت پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلع کی اجازت اور جواز شدت ضرورت کے وقت ہے۔ عام حالات میں خلع کی

ممانعت ہے۔

خلع کے کچھ ذیلی مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

اگر عورت خلع پر راضی نہ تھی شوہر نے زبردستی خلع پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق واقع ہوگی لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوگی۔اور اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہے تو وہ بھی معاف نہیں ہوگا۔

یادرہے کہ لفظ خلع کا استعمال بھی ضروری ہے اگر یوں کہا کہ ہزار روپے کہ عوض میری جان چھوڑ ادے، یا یوں کہا کہ میرے مہر کے عوض مجھے طلاق دیدے تو اس کو خلع نہیں کہیں گے اگر شوہر نے اس مال کی عوض طلاق دیدی تو طلاق بائن واقع ہوگی لیکن خلع کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے۔

اس طرح نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بیوی سے خلع نہیں کرسکتا ہے بلکہ خلع کرنے کے لئے عاقل بالغ ہونا ضروری شرط ہیں۔(بہشتی زیور)

اسلامی ممالک میں خلع کے متعلق قوانین:

مختلف اسلامی ممالک میں خلع کے قوانین مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جمہوریہ مصر کا قانون خلع:

مصر میں خلع کے سلسلے میں درجہ ذیل دفعات ملتے ہیں۔

(الف) اگر زوجین حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہوں تو نکاح صحیح ہے طلاق اور خلع جائز ہوگا۔

(ب) خلع کی صحت کے لئے شرط ہے کہ خلع دینے والا طلاق واقع کرنے کا اہل ہو اور خلع لینے والی عورت اس کی محل ہو۔

(ج) خلع میں عوض شرط نہیں ہے لہذا عوض کے ساتھ ہو یا بغیر عوض کے ہو خلع واقع ہو جائے گا۔

(د) شوہر کے لئے یہ بات قضاء جائز ہوگی کہ جو کچھ اپنی بیوی کو دے چکا ہے اس سے زائد پر خلع کرے۔

(ر) خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے خواہ بعوض مال ہو یا بلا عوض مال ہو اور خلع قضائے قاضی پر موقوف نہ ہوگا۔(مجموعہ قوانین اسلام۔ج۔۲۔۱۱از تنزیل الرحمٰن)

(۲) شام کا قانون خلع:

ملک شام میں خلع سے متعلق حسب ذیل قوانین ہیں۔

(۱) خلع کی صحت کے لئے شرط ہے کہ خلع دینے والا شوہر طلاق دینے کا اہل ہو اور خلع لینے والی عورت اس کی محل ہو۔اگر عورت سن رشد کو نہ پہنچی ہو جب اسے خلع کی جائے تو بدل خلع اس پر لازم نہیں آتا مگر ولی مال کی موافقت سے۔

(ب) ہروہ چیز جس کا لزوم شرعاً صحیح کا معاوضہ ہوسکتی ہے۔

(ج) جب مہر کے علاوہ کسی اور چیز پر خلع کیا جائے تو عورت پر اس کی ادائیگی لازم ہوگی اور خلع کرنے والے فریقین تمام حقوق سے جومہر اور نفقہ سے ہوں بری ہوجائیں گے۔

(د) جب خلع کرنے والے فریق صراحت کے ساتھ معاوضہ خلع کی نفی کریں تو خلع پانے والی عورت طلاق محض کے حکم میں داخل ہوگی اوراس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ (مجموعہ قوانین اسلام ج ۲)

(۳) عراق کا قانون خلع:

عراق میں خلع کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

(ا) خلع کے شرط ہے کہ خلع دینے والا مرد طلاق واقع کرنے کا اہل ہواور عورت اس کی محل ہواور خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

(ب) شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ مہر سے زائد یا کم پر اپنی بیوی سے خلع کرے۔ (مجموعہ قوانین اسلام ج ۲)

(۴) مراکش کا قانون خلع:

مراکش میں خلع کے موضوع پر مندرجہ ذیل قوانین قابلِ ذکر ہیں۔

(الف) میاں بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ خلع کے ذریعہ طلاق پر راضی ہوجائیں۔

(ب) ایک عورت جب سن رشد کو پہنچ چکی ہو تو خلع لے سکتی ہے اور اگر وہ سن رشد کو نہ پہنچ چکی ہو ایسی عورت سے خلع کیا جائے تو طلاق واقع ہوگی مگر اس کے ذمہ خلع کا معاوضہ ولی مال کی رضامندی کے بغیر لازم نہ ہوگا۔ (مجموعہ قوانین اسلام ج ۲)

مندرجہ بالا گزارشات خلع کے سلسلے میں قلمبند کردیا۔ اللہ تعالیٰ مذکورہ تحریر کو عوام الناس کے لئے فائدہ مند بنادے۔ (آمین ثم آمین)

بے فائدہ کام

چھ کام بے فائدہ ہوتے ہیں:

۱۔ انسان یہ سمجھے کہ میرے دل میں اللہ کا بہت خوف ہے۔ مگر وہ گناہوں سے نہ بچے تو یہ "خوف" بے فائدہ ہے۔

۲۔ جوانسان کہے کہ مجھے اللہ سے بڑی امیدیں ہیں، مگر عمل کی کوشش نہ کرے تو یہ "امید" بھی بے فائدہ ہے۔

۳۔ آدمی اللہ سے دعا مانگے مگر اللہ تعالیٰ سے حسن ظن نہ رکھے تو وہ "دعا" بھی بے فائدہ ہے۔

۴۔ ندامت کے بغیر "استغفار" بالکل بے فائدہ ہوتا ہے۔

۵۔ اصلاح باطن کے بغیر "ظاہر" بے فائدہ ہوتا ہے۔

۶۔ اخلاص کے بغیر "عمل" بے فائدہ ہوتا ہے۔

سائنس اور اسلام

موبائل فون اور انٹرنیٹ سے متعلقہ جدید مسائل واحکامات

مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی

موبائل پر ہیلو(Hello) سے گفتگو کا آغاز:

لفظ ہیلو(Hello) کے معنیٰ کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا ہے، عام فہم زبان میں اس کے معنیٰ ''سنو'' ہوتے ہیں اور یہ کلام میں داخل ہے، اس لئے ٹیلیفون پر السلام علیکم کے بجائے ہیلو سے کلام کا آغاز کرنا خلاف سنت ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام سے پہلے سلام کی تعلیم فرمائی۔ عن جابر بن عبداللہؓ قال قال رسو ل الله صلی الله علیه وسلم السلام قبل الکلام . (ترمذی شریف : ج ۲/ص ۹۹)

مسجد میں موبائل کھلا رکھ کر آنا: مسجد میں موبائل کھلا رکھ کر آنا یہ احترام مسجد کے خلاف ہے کیونکہ اگر گھنٹی بجی تو شور وغل ہوگا جو کہ ممنوع ومکروہ ہے، ابوداؤد کے حاشیہ میں ''باب کراهیة انشاد الضیالة'' کے تحت عبارت ہے '' ویلحق به مافی معناه من البیع و الشراء والا جارة ونحوها من العقود و کراهیة رفع الصوت فی المسجد'' کراهیة رفع الصوت فی المسجد کی صراحت سے موبائل کی گھنٹی کا شور وغل مکروہ وممنوع قرار پائے گا۔(ابوداؤد شریف: ج۱/ص ۶۸) اور صاحب فتاویٰ ہندیہ فرماتے ہیں، ان لایرفع فیه الصوت من غیر ذکر الله.(الفتاویٰ الهندیه: ج ۵ /ص ۳۲۱)

موبائل پر میوزک یا گانے کا سننا نیز گانے وغیرہ لوڈ کرنا:

موبائل پر میوزک یا گانے سننا اسی طرح موبائل میں ان چیزوں کو لوڈ کرنا، اور رنگ ٹونز میں گانے کی میوزک یا گانے سیٹ کرنا شرعاً ممنوع حرام ہے۔ لقوله تعالیٰ : ''ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم''. (سورة لقمان :الآیة، ٦)

جاء فی التفسیر ان المراد به الغناء .... سماع غناء فهو حرام باجماع العلماء . واستماع ضرب الدف والمزما روغیر ذلک حرام. (ردالمحتار : ج ۹/ص ۵۶٦)

موبائل میں رنگ ٹون کی جگہ قرآنی آیات وکلماتِ اذان کے فیڈ کرنے کا حکم شرعی:

اس سلسلہ میں اس سے قبل دارالافتاء جامعہ المرکز الاسلامی سے ایک تفصیل فتویٰ شائع ہوا تھا جو کہ اکابر علماء نے بھی اس پر دستخط کئے تھے ذوق رکھنے والے جلد ۴ شمارہ نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمادیں۔

موبائل میں رنگ ٹون کی جگہ آیات قرآنیہ یا کلمات اذان وغیرہ کے فیڈ (Feed) کرنے میں ابتذال وامتہان، یعنی تحقیر وتذلیل لازم آتی ہے، اس لئے یہ ناجائز ہے۔ اور فقہ کا قاعدہ مسلمہ ہے ''الامور بمقا صدها''. شباہ والنظائر : ج ا /ص ۱۱۳).

وكذا الحارس اذاقال فى الحرا سة لا اله الا الله يعنى لأجل الا علام بانه مستيقظ. (الاشباه والنظائر : ج ا /ص ۱۱۶)

موبائل پر بذریعۂ میسیج کسی اجنبیہ سے گفتگو کرنا:

موبائل پر کسی اجنبیہ سے میسیج کے ذریعہ گفتگو کرنا ایسا ہی ہے جیسے آمنے سامنے گفتگو کرنا، اس لئے یا ناجائز ہے۔ ولا يكلم الأجنبية الا عجوز أ،ويجوز الكلام المباح مع امرأة اجنبية . (ردالمحتار : ج۹/ ۵۳۰)

وفى الحديث دليل انه لا بأس بأن يتكلم مع النساء بمالا يحتقاج اليه وليس هذا من الخوض فيما لا يعنيه ،انما ذلك فى كلام فيه اثم . (ردالمحتار : ج۹/ ۵۳۰).

دورانِ نماز موبائل بند کرنا:

ایسا کام جس کے کرنے والے کو دیکھ کر یہ یقین ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے تو وہ عمل کثیر ہے، اور جس کام کے کرنے والے کو دیکھ کر یہ شک ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے تو یہ عمل قلیل ہے (درمختار)۔ اگر دوران نماز موبائل بجنا شروع ہو اور اسے عمل قلیل یعنی جیب کے اوپر ہی سے محض بٹن دبا کر بند کرنا ممکن ہو تو بند کردے نماز کراہیت کے ساتھ صحیح ہوگی، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نماز توڑ کر بند کرنا مباح ہونا چاہئے اس لئے کہ جب جسمانی تکلیف کے اندیشہ سے نماز توڑنا مباح ہے تو دینی ضرر یعنی اپنے اور دیگر مصلیوں کے خشوع وخضوع میں خلل اور مسجد کی بے ادبی و بے حرمتی میں بدرجۂ اولیٰ رخصت حاصل ہوگی، کیوں کہ دینی دفع ضرر جسمانی دفعِ ضرر پر مقدم ہے، تاکہ دیگر مصلیوں کے خشوع وخضوع میں خلل واقع نہ ہو اور مسجد کا ادب بھی ملحوظ رہے، اب نئی تحریمہ سے امام کی اقتداء کرے جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لے اور جو چھوٹ جائے اس کو پورا کرلے۔

عن ابى هريرةؓ قال: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل الا سود ين فى الصلوٰة الحية والعقرت. (ترمذى شريف : ج ا /۸۹)

"ويباح قطعها لنحو قتل حية وند دابة وفور قدر " در مختار . (ردالمحتار : ج۲ /ص ۴۲۵).

موبائل میں گیم ڈاؤن لوڈ کرنا:

موبائل میں جاندار یا غیر جاندار کی تصویر والے گیم ڈاؤن لوڈ کر کے کھیلنا جیسے کرکٹ، فٹبال، کیرم بورڈ وغیرہ اس میں ضیاع وقت لازم آتا ہے۔

بالخصوص جب کہ اس میں تصاویر بھی موجود ہوں تو اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے،" من حُسن اسلام المرء ترک مالا يعنيه . (جمع الجوامع: ج ٦ /ص ٣٩٣).

قال الشامیؒ: "كل لعبٍ وعبثٍ .... حرام . (ردالمختار : ج ٩ /ص ٥٦٦)

ایک موبائل سے دوسرے موبائل پر تصویری میسج یا فلم یا گانے بھیجنا:

کسی شخص کے کہنے پر یا از خود کسی دوسرے موبائل پر جانداروں کی تصویر والے میسج بھیجنا، اسی طرح ایک موبائل سے دوسرے موبائل میں فلم یا گانا بھیجنا شرعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ "ان اشد الناس عذابا عند الله المصور ون " (بخاری شریف : ج ٢ /ص ٨٨٠)

وعن ابن عباسؓ : قال سمعت رسول الله ﷺ يقول : لا تدخل الملا ئكة بيتا فيه صورة تمثال ، والمصورون يعذبون يوم القيامة فی النار يقول لهم الرحمن قوموا الی ما صورتم ، فلا يزالون يعذبون حتیٰ تنطق الصورو لا تنطق. (مجمع الزوائد: ج ٥/ص ٢٢٦)

وقال تعالیٰ: ومن الناس من يشتری لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم .(سورة لقمان ، الآية : ٦)

وجاء فی التفسير أن المراد الغناء . (ردالمحتار : ج ٩/ص ٥٠٢) .

قال الحصكفیؒ: وفی المعراج مودلت المسئلة أن الملا هی كلها حرام . قال ابن مسعودؓ صوت اللهو والغناء ينبت النفاق فی القلب كما ينبت الماء النبات . "درمختار" (ردالمحتار : ج٩/ص ٥٠٢)

قال الشامیؒ. الحاصل أنه لا رخصة فی السماع فی زما ننا. (ردالمحتار : ج٩/ ص ٥٠٣)

غلط ریچارج پر حق مطالبہ کا حاصل ہونا:

اگر کوئی شخص اپنے موبائل میں ریچارج کر رہا تھا، لیکن غلط نمبر ڈائل کرنے کی وجہ سے، کسی اور کے موبائل میں ریچارج ہو گیا تو اسے اس شخص سے جس شخص کے موبائل میں ریچارج ہو گیا، اپنی ریچارج کردہ رقم کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا، اور شخصِ آخر کے لئے اس ریچارج کا استعمال حلال نہیں ہوگا۔

لقوله تعالیٰ. يا يها الذين امنوا لا تا كلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارةً عن اتراضٍ منكم. قال النبی صلی الله علی وسلم. لا يحل لا مری ءٍ من مال اخية بشئ الا بطيب نفس منه. (جمع الجوامع: ج٩/ص٧).

موبائل میں کسی کی تصویر فیڈ کرنا:

موبائل میں کسی کی تصویر فیڈ (Feed) کرنا کہ جب بھی فون کیا جائے تو بجائے نمبر کے اس شخص کی تصویر آئے درست نہیں ہے۔

حضورﷺ کا ارشاد ہے۔"ان اشد الناس عذابا عندا لله المصورون ، (بخاری شریف : ج ۲/ص ۸۸۰). لا تمثال انسان أو طیر "در مختار" لحرمة تصویر ذی الروح . (ردالمحتار : ج ۹/ص ۵۱۹) .

خراب موبائل عیب بتائے بغیر فروخت کرنا:

بہت سے لوگ موبائل خراب ہونے پر اسے کم قیمت میں فروخت کر دیتے ہیں، اور خریدار کو موبائل میں موجودہ عیوب اور خرابیوں پر آگاہ نہیں کرتے، اس طرح کی بیع دھوکہ دہی ہے جس سے آپﷺ نے ہمیں منع فرمایا۔

عن ابن عباسؓ قال: قال النبیﷺ 'من غشنا فلیس منا ومن رمانا بالنبل فلیس منا" .(جمع الجوامع : ج ۶۱۳/۷)

اس بیع کے بعد خریدار کو اختیار ہوگا کہ چاہے پوری قیمتِ خرید رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے، لیکن یہ اختیار نہیں ہے کہ موبائل رکھ لے اور عیب کی وجہ سے قیمت واپس لے لے۔

عن أبی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ مر علی صبرة من طعام فأدخل ید ہ فیها فنا لت اصا بعه بللا. فقال: یاصاحب الطعام ما هذا؟ قال: اصا بته السما ء یا رسول اللهﷺ قال : أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس ثم قال من غش فلیس منا. حدیث حسن صحیح ، (جامع الترمذی : ج ا/ص ۲۴۵)

ذکر فی الفتح أن البیع ذا غرر قولی یجب فسخه قضاءً، وذا غرر فعلی یجب فسخه دیا نة. وکل بیع مکروہ حیریما یجب فسخه دیا نة . (العرف الشذی علی هامش الترمذی : ج ا/ ۲۴۷)

عن ابی هریرةؓ قال: نهیٰ رسول اللهﷺ عن بیع الغرر . (ترمذی شریف : ج ا /ص ۲۳۲)

"من وجد بمشریه ما ینقص الثمن عند التجار أخذه بکل الثمن أورده (ردالمحتار: ج ۷/ ص ۱۶۹ ، ۱۷۰)

کیمرے والے موبائل کا استعمال کیسا ہے:

کیمرے والے موبائل سے گفتگو کرنا ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا غلط استعمال ناجائز ہے، علمائے کرام ومفتیان عظام کے لئے تہمت سے بچنے کے لئے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ کیمرے والے موبائل کے بجائے ، سادہ موبائل استعمال کریں۔ کیوں کہ سرکار کا فرمان ہے۔ "اتقوا مواضع التهم "اورصاحب الأشباہ والنظائر فرماتے ہیں۔"الأمور بمقا صدها " .(لأشباء والنظائر : ج ا /ص ۱۱۳) .

طلباء مدارس کے لئے موبائل کا استعمال اور اس کا حکم:

فرائض خمسہ: کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور علم اخلاص کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، کیوں کہ صحت عمل اسی پر موقوف

ہے،اسی طرح علم حلال وحرام،اور علم ریا کا حاصل کرنا بھی فرض ہے،کیوں کہ عابد ریاء کے سبب اپنے عمل کے ثواب سے محروم ہوتا ہے، علم حسد وعجب،کا بھی حاصل کرنا بھی فرض ہے، کیوں کہ یہ دونوں چیزیں نیک عمل کوایسے ہی کھاجاتی ہیں جیسے آگ لکڑی کو،خرید وفروخت ،نکاح وطلاق کا علم اس شخص پر حاصل کرنا فرض ہے جوان امور میں داخل ہونا چاہتا ہے،ان الفاظ وکلمات کا علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے انسان اسلام سے خارج ہوجاتا ہے،ہم طلباء مدارس دینیہ اسی فرض علم کوتحصیل میں مشغول ہیں۔اس لئے ہرایسا کام جواگر چہ مباح ہومگر ہمارے اس مقصد عظیم میں مخل ہو ہمارے لئے اس کا کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا مثلاً: بلاضرورت موبائل کا استعمال، بازاروں میں فضول گھومنا پھرنا، اور رات دیرگئی تک گپ شپ بازی کرنا وغیرہ کیوں کہ شریعت اسلامیہ ایسے مباح کام سے بھی منع کرتی ہے جوفرائض وواجبات کی ادائیگی میں مخل ہو یادین میں کسی خرابی کا ذریعہ بنے ،فقہ اسلامی میں اس کی بے شمار نظیریں موجود ہیں،مثلاً

(۱)عام حالات میں خرید وفروخت مباح ہے مگراذان جمعہ کے بعد مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ یہ ایک واجب شرعی یعنی اداء جمعہ میں مخل ہے۔

(۲) کسی بھی وقت نفل نماز پڑھنا مباح ہے مگر تین اوقات میں مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ اس سے کافروں کے ساتھ مشابہت ظاہرہ لازم آتی ہے۔

(۳) خالق کی خلقت وصنعت کو دیکھنا اوراس میں غوروفکر کرنا اگر چہ مباح ہے مگر جب غیرمحرم سامنے ہوتو نظر کو نیچے کرنا واجب ہے کیوں کہ یہ امر ممنوع کے ارتکاب کا ذریعہ ہے۔

لقوله تعالیٰ:فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین .الخ (سورة التوبة :الآیة : ۱۲۲)

ولقوله علیه السلام :طلب العلم فریضة علی کل مسلم . (سنن الکبریٰ للبیهقی: ۲/۲۵۶ ، مکتبه دارالکتب العلمیه بیروت ، مشکوٰة المصابیح :ص ۳۴)

وفی تبیین المحارم :لاشک فی فرضیة علم الفرائض الخمس ، وعلم الا خلاص ، لأن صحة العمل موقوفة علیه، وعلم الحلال والحرام ، وعلم الریاء، لأن العابد محروم من ثواب عمله بالریاء، وعلم الحسد والعجب ، اذ هما یا کلان العمل کما تاکل النار الحطب ،وعلم البیع والشراء والنکاح والطلاق لمن أرادالدخول فی هذه الأشیاء. (ردالمحتار : ۱/۱۲۶ ، مقدمه ، مطلب فی فرض الکفایة وفرض العین، دارالکتب العلمیه بیروت)

وبقاعدة فقهیة:ان الوسیلة أو الذریعة تکون محرمة اذا کان المقصد محرم وتکون واجبة اذا کان المقصد واجبا . (المقاصد الشرعیه للخادمی :ص ۴۶)وأیضا: بقاعدة فقهیة:وسیلة المقصود تابعة للمقصود تابعة للمقصود وکلا هما مقصود . (اعلام المؤقعین :۳/۱۷۵)

انٹرنیٹ کا استعمال:

انٹرنیٹ ایک ایسا جدید مواصلاتی نظام ہے جس کے ذریعے دنیا ایک چھوٹی سی آبادی کی شکل میں تبدیل ہوگئی ہے، انسان گھر بیٹھے دنیا کے چپے چپے اور مختلف الاجناس افراد کی سیر کرتا ہے، انٹرنیٹ کے ذریعے انسان دین واسلام کو گھر بیٹھے دنیا کے ہر طبقے میں متعارف کرسکتا ہے، اور پورے عالم کو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں غور کرنے، توحید ورسالت اور آخرت کی دعوت دینے میں استعمال کرسکتا ہے، اسی طرح تعصب وعناد، اختلاف وانتشار اور بداخلاقی وغیرہ بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ دعوت دی جاسکتی ہے، جس سے افراد انسانی میں اختلاف وانتشار کی فضاء آخری حد تک عام کی جاسکتی ہے۔ اگر انٹرنیٹ کا استعمال پہلے مقصد کے لئے ہے تو اس کا استعمال جائز ہے اور اگر دوسرے مقصد کے لئے ہے تو اس کا استعمال ناجائز اور حرام ہے۔ اس لئے کہ فقہ کا قاعدۂ مسلمہ ہے۔ "الأمور بمقاصدها" (الاشباہ والنظائر: ج ا / ۱۱۳)

انٹرنیٹ پروگرامز کا شرعی حکم:

انٹرنیٹ میں کچھ پروگرامز ہوتے ہیں جیسے،" Yahoo Messenger, Msn Messenger, Ridiffbol"وغیرہ، یہ پروگرامز، ای میل (Email) اور چیٹنگ (Chating) کے لئے مخصوص ہوتے ہیں، جن کے ذریعے دنیا میں کسی بھی فرد سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے، بہت سے نوجوان، انٹرنیٹ چیٹنگ۔(Internet Cheating) کے ذریعے اجنبی لڑکیوں سے فرینڈ شپ "Friend Ship"اور عشق محبت کی باتیں کرتے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کو فحش اور عریاں تصاویر "Email" کرتے ہیں جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

ان رسول اللہ ﷺ قال: لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ ۔ (مشکوٰۃ شریف :ص ۲۷۰) .

ولا یکلم الأ جنبیة اِلا عجو زاً، (ردالمحتار :ج ۹/ ص ۵۳۰)

انٹرنیٹ پر گیم کھیلنے کا حکم شرعی:

انٹرنیٹ موبائل اور کمپیوٹر گیم کھیلنے سے اگر فرائض کا ترک لازم آتا ہے تو یہ کھیل ناجائز اور حرام ہوگا، اور اگر ترک واجب لازم آتا ہو تو مکروہ تحریمی ہوگا، اور اگر ترک سنن ومستحبات لازم آتا ہو تو مکروہ تنزیہی ہوگا، کیوں کہ ہر وہ کام جو ترک فرض کا ذریعہ بنے وہ حرام، اور جو ترکِ واجب کا ذریعہ بنے ہو مکروہ تحریمی، اور جو ترکِ سنن ومستحبات کا ذریعہ بنے وہ مکروہ تنزیہی ہوگا۔

لقولہ تعالیٰ : ولا تسبوا الذین یدعون من دو ن اللہ فیسبو اللہ عدو ابغیر علم . (سورۃ الانعام :الآیۃ ۱۰۹)

ولقد علمتم الذین اعتدو امنکم فی السبت . (سورۃ البقرۃ: آیت ۶۵)

ولقولہ علیہ السلام :قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحو م فبا عوھا واکلو اثما نہا. (بخار ی شریف :ج ا /ص ۳۸۴)

فذمهم لكونهم تذرعوا للصيد يوم السبت المحرم عليهم بحبس الصيد يوم الجمعة وبا جماع الامة على جواز البيع والسلف مفترقين ، وتحريمهما مجتمعين لذريعة الربا، فانها تدل على اعتبار الشرع سد الذرائع فى الجملة وهذا امجتمع عليه. (الفروق للامام القرا فى : ج۳/ص ۴۰۶)

انٹرنیٹ کے ذریعہ رازدارانہ معاملات کی جاسوسی کا حکمِ شرعی:

اگر کوئی شخص یا ادارہ، یا کمیٹی، یا حکومت، اپنے راز دارانہ معاملات کو، کوڈ ورڈ ("Codeword"/"Password") کے ذریعہ، انٹرنیٹ یا کمپیوٹر پر فائلوں میں محفوظ کرلے، تو کسی دوسرے شخص کا جاسوسی کر کے، کوڈ ورڈ کو حاصل کرنا اور فائلوں میں محفوظ راز دارانہ معلومات سے فائدہ اٹھانا شرعاً ناجائز ہے اور اس سے بچنا واجب ہے۔ ارشاد خداوندی ہے، ولا تجسسوا ، اور تم جاسوسی نہ کرو، (سورة الحجرات :الآية ۱۲)

فرمانِ نبویؐ ہے، ولا تجسسو اولا تجسسوا ، (کہ تم دوسروں کے ٹوہ میں اور جاسوسی میں نہ رہو)(مسلم شریف : ج ۲/ص ۳۱۶)

اور فقه کا قاعدۂ مسلمه ہے، ان مالا یتم الواجب الابه فهو واجب . (فقه النوازل :ج ۳/ ص ۲۲۵)

ٹیپ ریکارڈ، ویڈیو کیسٹ، سی ڈی وغیرہ کے استعمال کا حکمِ شرعی:

ٹیپ ریکارڈ، ویڈیو کیسٹ، سی ڈی، اور سافٹ وئیر وغیرہ کا استعمال عام ہو چکا ہے، اس لئے تبلیغ دین اور اشاعتِ حق کے خاطر ایسی کیسٹیں، سیڈیاں اور سافٹ وئیر بنانا جس میں اخلاقی وتربیتی تعلیمات کو ریکارڈ کیا گیا ہو (خواہ صرف آواز یا آواز کے ساتھ حروف ہوں) جائز ہے، بشرطیکہ اس میں ذی روح کی تصاویر نہ ہوں۔

لقوله تعالیٰ:" خلق لكم ما فى الأرض جميعاً". (سورة القرة: الآية ۲۹)

وبقاعدة الفقهية : "ان الأصل فى الأشياء الا باحة حتى يدل الد ليل على عبدم ابا جته " (الأشباه والنظائر : ج ۱/ص ۲۵۲)

انٹرنیٹ کے ذریعہ تبلیغ واشاعت:

انٹرنیٹ کے ذریعہ قرآن کریم، حدیث نبویؐ، عقائد اسلام، احکام اسلام، ونظریات شرع پر غیروں کی طرف سے جو یلغار کی جارہی ہے اور اسلام واہل اسلام کی جو غلط شبیہ پیش کی جارہی ہے، اس کا جواب انٹرنیٹ کے ذریعہ ہی دینا ممکن ہے اس لئے اس مقصد کے خاطر انٹرنیٹ کا استعمال جائز ہی نہیں بلکہ بعض اوقات لازم ہے۔ اور حکم خداوندی ہے:" واعد والهم ما استطعتم من قوة"(سورة الأنفال :الآية ۶۰) اور فرمان رسول ﷺ ہے:" جاهدو ا المشركين باموالكم وانفسكم وألسنتكم ". (سنن أبي داؤد :ص ۳۳۹)

اورخالد بن ولید کے لئے حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول:

" حار بهم بمثل ما يحار بونك السيف بالسيف والرمح بالرمح" اور قاعدۂ شرعیہ ہے، " ان مالا يتم الواجب الا به فهو واجب " کے عموم میں داخل ہے۔(فقه النوازل : ج ۳/ص ۲۲۵)

انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی دوسرے کریڈٹ کارڈ نمبر اوراس کا پاس ورڈ حاصل کر کے خفیہ طور پر بیع وشراء کرنا:

انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی دوسرے کا کریڈٹ کارڈ (Credit.Card) نمبر اوراس کا پاس ورڈ (Password) حاصل کرکے اس کے خاطے سے خفیہ طور پر خرید وفروخت کرنا جس کا بل کریڈٹ کارڈ والے کوآتا ہو شرعاً ناجائز وحرام ہے۔اوراس طرح کے مال کے استعمال پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ لقوله تعالیٰ: لاتاكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارةً عن تراضٍ منكم . (سورة النساء :الآية ۲۹) ولقوله عليه السلام :كل المسلم على المسلم حرام عرضه، وماله ، ودمه.(مسلم شريف : ج ۲/ص ۳۱۷ ، كتاب البر واصلة والأدب ، باب تحريم ظلم المسلم وخذ له واحتقار ه الخ " (ترمذی شريف : ج ۲/ص ۱۴ ، كتاب البروالصلة ، باب ماجاء فى شفقة المسلم على المسلم ")

وبقا عدةالفقهية : سد االذرائع وسيلة المقصود تابعة للمقصود و كلامها مقصود . (اعلام المؤقعين : ج۳/ ص ۱۷۵)

انٹرنیٹ پر خرید وفروخت:

اگرانٹرنیٹ پر بائع اورمشتری دونوں موجود ہوں اور ایجاب کے فوراً بعد دوسرے کی طرف سے قبول ظاہر ہوجائے تو بیع منعقد ہوجائے گی اوراس صورت میں عاقدین کو متحد المجلس تصور کیا جائے گا، کیونکہ اتحاد مجلس کا مقصد ایک ہی وقت میں ایجاب کا قبول سے مربوط ہونا ہے۔

لقوله تعالیٰ : احل الله البيع وحرم الربوا ". (سورة البقرة :الآية ۲۷۵)

ولقوله عليه السلام : المتبا يعان بالخيارمالم يفترقا . (سنن ابی داؤد : ج ۲/ ص ۴۸۹)

وبقاعدة الفقهية : الأمور بمقاصدها. (الأشباه والنظائر : ج ۱/ص ۱۱۳)

ای میل کے ذریعہ بیع وشراء کرنا:

اگرکسی شخص نے کسی شخص کو، ای میل (E-mail) کے ذریعہ بیع کی پیشکش کی تو جب وہ شخص جسے یہ پیش کش کی گئی، اس ای میل (E-mail) کو پڑھے،اسی وقت اس کی جانب سے قبولیت کا اظہار صحتِ بیع کے لئے ضروری ہوگا، اور یہ صورت تحریر وکتابت کے ذریعہ بیع کی ہوگی، اور بیع بصورت تحریر وکتابت درست وجائز ہے۔

الأن القاعدة الفقهية : الكتاب كالخطاب . (قواعد الفقه : ص ۹۹) فلمابلغه الكتاب وفهم ما فيه قال قبلت فى المجلس انعقد . (فتح القدير : ج ٦/ ص ۲۳٦ ، الفتاویٰ الهنديه : ج ۳/ص ۹)